باب التقریظ والانتقاد

بیان اللسان

از

(مولانا محبوب الرحمٰن صاحب ازہری لکچرر عربی مدرسہ عالیہ کلکتہ)

بیان اللسان یعنی عربی اردو ڈکشنری مولفہ جناب قاضی زین العابدین صاحب میرٹھی کتابت وطباعت لیتھو قسم متوسط چھوٹی تقطیع عام ڈکشنری سائز۔ ضخامت نو سو صفحات قیمت مجلد گردپوش آٹھ روپیے ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ علمیہ قاضی واڑہ میرٹھ (۲) مکتبہ برہان جامع مسجد دہلی

تعلیمی مشغلہ کے سلسلہ میں میں نے خود بھی عربی اردو ڈکشنری کی ضرورت محسوس کی اور بعض احباب نے بھی مجھ سے اکثر عربی، اردو ڈکشنری کا مطالبہ کیا اور طالب علم تو ہمیشہ ہی خواہش کرتے کہ ان کو کسی مستند مفید ڈکشنری کا نام بتلادوں جس سے وہ استفادہ کرسکیں، خصوصاً عربی جرائد ومجلات کے مطالعہ کرنے والے اور شائقین ترجمۂ قرآن تو انتہائی سرگرداں تھے۔ ان میں سے انگریزی داں تو اپنی ضرورتیں اس طرح پوری کرلیتے تھے کہ پہلے انگریزی عربی ڈکشنری کا مطالعہ کیا اور پھر انگریزی اردو ڈکشنری سے اردو لفظ معلوم کرلیا مجھے بھی ایک مرتبہ ترجمہ کے سلسلہ سے یہی کام کرنا پڑا اور اس وقت محسوس ہوا کہ یہ طریقہ بھی باوجود طول عمل کے خاطرخواہ فائدہ مند نہیں ہے۔

بیان اللسان کے ذریعہ سے یہ مفید اور اہم خدمت انجام پاگئی ہے یہ جدید طرز پر المنجد کے سائز میں عربی الفاظ کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور طالب علموں کے لئے خاص طور پر بہترین رفیق ہے اس ڈکشنری میں لغات قرآنیہ کا بھی خاص اہتمام کیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ جدید استعمال

کے معنی بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے شروع میں قواعد کا جو حصہ ہے وہ بھی بہت اہم اور مفید ہے عربی قواعد اختصار کے ساتھ شگفتہ زبان میں بیان کئے گئے ہیں ان قواعد سے جہاں لغت دیکھنے اور سمجھنے میں مدد ملتی ہے وہاں خود عربی قواعد سے واقفیت بھی ترجمہ قرآن پڑھنے والوں کے لئے ایک نعمت ہے اور ان کو بہت سی لغزشوں سے بچانے والی بھی، مگر ان قواعد سے خود فاضل مصنف نے کم فائدہ حاصل کیا ہے ورنہ اس ضخامت میں اس سے زائد ذخیرہ جمع کیا جا سکتا تھا، مثال کے طور پر (باب الالف) میں باب افعال سے آنے والے مصادر بیان کئے ہیں جو مجرد میں بھی مذکور ہیں، بعض مصادر ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے معنے افعال میں تبدیل ہو جاتے ہیں ان کے وہ معنی بھی مجرد کی بحث میں ہونے چاہئیں تاکہ باحث کو تمام معنی ایک جگہ پر مل سکیں، اسی طرح افتعال، استفعال وغیرہ ابواب کا ذکر بھی دو دو جگہ طوالت سے خالی نہیں اور اس سے بڑھ کر تکرار الفاظ نے کتاب کو اور بھی ضخیم بنا دیا ہے جیسے دانیل ص۲۳۱ میں ایک ہی سطر کے بعد مکرر لکھا گیا ہے اور اسی صفحہ پر اُدٌ بھی مکرر ہے بو صرف تذکیر و تانیث کی وجہ سے الفاظ کو مکرر لکھا گیا ہے حالانکہ ایک ہی جگہ مذکر و مؤنث کو جمع کیا جا سکتا ہے یا ایک کو بیان کرنے کے بعد اس کا مؤنث بیان کیا جا سکتا ہے دالی، دالیۃ - دانی، دانیۃ۔ اسی قسم کے تکرار میں ہیں (ص۲۳۹) مفرد و جمع ہونے کے اعتبار سے بھی کتاب میں متعدد جگہ تکرار دیکھنے میں آتی ہے المدخل اور اراذل کو ایک ہی جگہ جمع کیا جا سکتا تھا

بعض الفاظ کی جمع کا ذکر نہیں حالانکہ اس کی جمع قرآن میں مذکور ہے اور مبتدئین کے لئے اس کا ذکر از حد ضروری ہے جبکہ دوسرے بعض الفاظ کی جمع اور مفرد دو جگہ ذکر کئے گئے ہیں مثلاً لفظ مولی کہ اس کی جمع موالی کو ضرور ذکر کرنا چاہئے تھا اسی طرح ابابیل کا مفرد بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ اکثر محققین نے اس کو "جمع لا واحد لہ" میں شمار کیا ہے "لغات القرآن" (مطبوعہ ندوۃ المصنفین) جس سے غالباً مصنف نے مفرد نقل کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

"اخفش و فراء کے نزدیک جمع بلا مفرد ہے ابو جعفر رودی کے نزدیک ابالہ واحد ہے کسائی

کیونکہ یوں واحد ہے، فرّاء کے نزدیک اگر کوئی فاسِر اور دینار کی طرح ایاللہ کہے تو درست ہو سکتا ہے"

اس میں اول تو اختلاف ہے یہاں تک کہ مختلف اوزان کو پیش نظر رکھتے ہوئے مفرد بیان کیا گیا ہے پھر فرّاء کے الفاظ تو دیکھئے کہ اگر کوئی کہے یعنی یہ وزن نہیں سنا گیا صرف اگر کوئی کہے تو ہو سکتا ہے۔

بعض الفاظ کے معنی کچھ عجیب طرح سے مختلف جگہوں میں ذکر کئے گئے ہیں کہ باحث یا مترجم ان کو آسانی سے نہیں پا سکتا، لفظ حدث " کے معنی ص۱۸۹ اور ص۱۹۰ کے تین کالموں میں چار مختلف جگہوں میں دوسرے مادوں کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں پھر بھی اس کے اکثر تو کیا چند معانی بھی جمع نہیں ہو سکے اور اسی لفظ کا ذکر ص۱۲ میں ہے احادیث۔ کہانیاں۔ باتیں و: حدیث جس احادیث کے معنی کہانیاں ہیں اس کا واحد احدوثہ ہے نہ کہ حدیث (المنجد ص۱۲۱) جیسا کہ خود مصنف نے ص۱۵ میں احدوثہ کے معنی بیان کیے ہیں اور اسی صفحہ پر احداث کو بھی ذکر کیا ہے اس کے بعد ہی مادہ ص۳۱ ص۱۰۳ ص۱۰۲ میں مذکور ہے اسی طرح اکثر مادے مختلف جگہوں میں مذکور ہیں اس سے صرف ہندیوں کو آسانی ہو سکتی ہے جو عربی قواعد سے بالکل ہی نابلد ہوں۔

جدید الفاظ یا جدید استعمال | اس موضوع پر ہندوستان کے علماء نے مختلف رسالے اور کتابچے تحریر کیے ہیں اور سب سے زیادہ مفید اور مستند مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کی تصنیف" لغات جدیدہ" ہے اس میں انھوں نے لفظ کی تحقیق بھی کی ہے کہ کس زبان کا اصل لفظ ہے اور اسے کس تغیر سے معرب کیا گیا ہے "بیان اللسان" میں بھی فاضل مؤلف نے جدید الفاظ یا جدید استعمال کے ذکر کو نمایاں طور پر علامت (د) سے ذکر کیا ہے اس جگہ دو مختلف موضوع ہیں جن کے ملانے سے خلط مبحث ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے دونوں کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنا ضروری ہے۔

جدید الفاظ کو عربی ڈکشنری میں شامل کرنے سے پہلے ایک معیار قائم کرنا ہوگا کہ کس جماعت یا فرد کے استعمال سے اس لفظ کو عربی کہا جائے گا ظاہر ہے کہ اس کا معیار عرب ہی ہو سکتے ہیں اگر کوئی ہندی یا فارسی چند روز یا چند ماہ مکہ اور مصر میں رہ کر کسی عجمی لفظ کو عربی جملوں میں استعمال کرے

تو وہ لفظ عربی نہیں ہو سکتا اسی طرح ردی کے بجائے بکنے والے اخبار و رسائل اگر اس قسم کی حرکت کریں تو اس لفظ کو کبھی بھی عربیت میں قدم رکھنے کا شرف حاصل نہ ہوگا اس موضوع پر واقعات اور امثلہ اگر ذکر کئے جائیں تو دفتر کے دفتر تحریر ہو سکتے ہیں ان الفاظ کو تو دخیل ہونے کا مرتبہ بھی نہ دینا چاہئے چہ جائیکہ ان کو جدید الفاظ کا لقب دیا جائے۔ ان الفاظ کی وہ فہرست جو ادبا، مصر اور شعراء کا استعمال کرتے ہیں اگر ڈکشنری میں شامل کئے جائیں تو اس لفظ کی اصلیت کی طرف اشارہ کرنا بھی ضروری ہے جیسے فارسی کے لئے (ف)، وغیرہ

جدید استعمال میں بھی ادب کا معیار باقی رکھنا ضروری ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر کس و ناکس جس کا عربیت سے ذرا سا بھی تعلق ہے یا ایک مرتبہ وہ حجاز و مصر کو دیکھ چکا ہے اپنے کو جدید استعمال کا ماہر سمجھتا ہے خاص طور پر مترجمین تو نئی نئی اصطلاحیں روزانہ پیدا کرتے رہتے ہیں اور یہ اصطلاحیں یا تراجم ان الفاظ کے لئے ہیں جن کے لئے عربیت میں پہلے سے الفاظ موجود ہیں۔ مواعید (صنٓٓ) ٹائم ٹیبل (د) مواعید تو میعاد کی جمع ہے جس کے معنی خود فاضل مصنف نے صفحہ میں میعاد۔ وعدہ کی جگہ۔ وعدہ کی مدت (وعدہ) بیان کئے ہیں ٹائم ٹیبل کے لئے جدول الاوقات استعمال ہوتا ہے یا پھر برنامج برامج مستعمل ہے لفظ مواعید تنہا ٹائم ٹیبل کے معنی نہیں ادا کرتا بلکہ مواعید وصول القطارات کا لفظ اپنے لغوی قدیم معنی کے اعتبار سے ٹائم ٹیبل کا مفہوم ادا کرتا ہے۔

میزان الحر والبرد تھرمامیٹر (صنٓٓ) یہ کسی مترجم صاحب کی جدت ہے ورنہ تھرمامیٹر کے لئے مقیاس الحرارت صحیح لفظ ہے م۔ع۔ ایم۔ اے (د) صنٓٓ یہ کسی ایجیٹ ریٹرنڈ کی تحقیق ہے اور اس سے وہ خود کو عربی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ورنہ ایم۔ اے کو م۔ا سے تعبیر کیا جاتا ہے صرف وہ اے۔ع بن سکتا ہے جو کسی ع سے شروع ہونے والے عربی لفظ کے شروع میں استعمال کیا گیا ہو اور ایم۔ اے کا اے تو ART آرٹ کا اے ہے جس کو عربی حروف میں آست یا زاید سے زاید آرط کہا جا سکتا ہے اور عارط کبھی نہیں ہو سکتا ہے پھر م ع کیسے ہوگا۔

مواصلہ (د) ذرائع آمد و رفت مث یہ لفظ اس معنی میں مفرد استعمال نہیں ہوتا بلکہ مواصلات ذرائع آمد و رفت کے لئے صرف جمع ہی کی صورت میں مستعمل ہے اور مینا الجوی فضائی عربی سے زیادہ ہندی ہے عربی میں المینا الجوی ہے اور ہو سکتا ہے یا پھر مینا جوی صفت موصوف میں تعریف و تنکیر کا قلم ہندیت کی پیداوار ہے عربی فضا اس کے لئے موزوں نہیں۔

یہ اور اسی قسم کے اور بہت سے الفاظ (جو ڈکشنری میں بھی درج ہیں) ہمارے ان احباب کی ایجاد (وضع) ہے جنہوں نے عربی ممالک میں زبان کا لغوی اعتبار سے مطالعہ نہیں کیا یا جنہوں کی ادبی اور علمی مجلسوں سے دور رہ کر بازاری زبان کو بھی صحیح طور پر سمجھتے ہوئے ضرورت کے وقت خود اجتہاد فرمایا ہے اسی طرح جزیرہ عرب کے ساحلی باشندے جو اکثر ہندی فارسی وغیرہ ہی اختلاط کی وجہ سے دوسری زبانوں کے الفاظ اپنی گفتگو میں شامل کرتے رہتے ہیں میں نے خود بصرہ کے بازاروں میں عرب نمائندوں کو ملی جلی عربی اردو یا خالص اردو بولتے ہوئے دیکھا ہے اگر ایسے اشخاص کی زبان اور استعمال جدید لفظ یا جدید استعمال ہو سکتے ہیں تو پھر آپ کو اردو فارسی کے تمام الفاظ ڈکشنری میں جمع کرنے ہوں گے بصرہ ہی کے ایک ہوٹل میں کھانے کا اتفاق ہوا تو اس کو میں نے چاول کے لئے ارز۔ رز وغیرہ الفاظ استعمال کیے لیکن وہ سمجھنے سے قاصر رہا یہاں تک کہ غصہ میں میں نے کہا ما تفہم ! بھات " اور وہ فوراً چاول لے آیا۔ عدن، حضرموت کے باشندوں کو کوڑا کرکٹ "کچرا" کو کشرا " اور کھچڑی کو کشری کہتے ہوئے پایا۔ مکہ کے اکثر باشندے پلاؤ" کو بریانی " کہتے ہیں بہر حال اس طویل بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ڈکشنری میں ایسے الفاظ جمع کرنا مناسب نہیں جو عربی نہ ہوں یا ان کو ادبی اور علمی مجلسوں میں استعمال نہیں کیا جاتا ورنہ مطالعہ کرنے والے اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے کہ یہ لفظ عربی الاصل ہے اور اگر استعمال کئے جائیں تو ان کے وطن کی طرف اشارہ ضروری ہو۔

فاضل مصنف نے مقدمہ میں لکھا ہے کہ جہاں صلہ کی وجہ سے معنی بدل جاتے ہیں وہاں صلہ کے ساتھ معنی لکھے گئے ہیں یہ درست ہے عربیت میں واقعی صلہ سے معنی میں بہت بڑی

تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ موصوف نے بہت سے الفاظ کے معانی جو صلہ کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں صلہ بغیر صلہ بیان کئے ہوئے جمع کر دیئے ہیں مثال کے لئے ملاحظہ ہو "سعی" ص۳۲۶

"بیان اللسان" کے مطالعہ سے خیال ہوتا ہے کہ اس کے مؤلف ایک نوجوان شخصیت ہیں اگرچہ ان کے احباب کا بیان ہے کہ یہ خیال زیادہ صحیح نہیں ہیں تاہم اس غلط فہمی میں مبتلا رکھنے کے لئے کتاب میں جنسی اور جذباتی معنی کی فراوانی کافی ہے، قاضی صاحب نے کہیں بھی جذباتی معنی سے درگذر نہیں کیا اور لفظ کے دوسرے غیر جذباتی معنی نظر انداز کر گئے جبکہ جذباتی معنی سے مختلف لغویین اور مصنفین چشم پوشی کر جاتے ہیں ممکن ہے قاضی صاحب اپنی تالیف نوجوان طبقے میں مقبول بنانا چاہتے ہوں ملاحظہ ہو قعو ص۶۲۷ جس کے معنی المنجد نے یوں بیان کئے ہیں
قعی یقعی قعا : اشرفت ارنبة انفه فمالت نحو القصبة (القعو) ص۶۸۲

ترجمہ کرنا: تالیف و تحریر کے سلسلہ میں سب سے زیادہ مشکل اور اہم کام ترجمہ کا ہے بعض سطحی نظر والے یہ سمجھتے ہیں کہ ترجمہ کرنا کوئی مشکل بات نہیں دوسرے کے تیار شدہ مضمون کو نقل کرنا ہے ترجمہ کی دقتیں وہی خوب سمجھ سکتے ہیں جن کو اس سے سابقہ پڑا ہو پھر لغت کا ترجمہ کرنا یا معنی بیان کرنا تو صرف معلمینِ ادب ہی کا کام ہے ایک لفظ کے مساوی معنی دوسری لغت میں شاذ و نادر ہی ملتے ہیں اسی لئے مترجمین لغت ایک لفظ کے چند معنی لکھتے ہیں جن کا مجموعہ اس لفظ کا مفہوم ہوتا ہے عربی زبان میں تو ایک ہی لفظ مختلف ابواب سے مختلف صلوں کے ساتھ اتنے معنی میں مستعمل ہوتا ہے کہ "المنجد" جیسی لغت کی کتابوں میں کئی کئی کالم صرف ہو جاتے ہیں بہرحال فاضل مؤلف نے اس اہم اور عظیم الشان کام کو جس محنت اور جانفشانی سے انجام دیا ہے اور اس کی ترتیب و تالیف میں ان کو جو دشواریاں پیش آئی ہوں گی ان کا خیال کرتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ کتاب کسی تقریظ و تبصرہ کی محتاج نہیں اللہ تعالٰے ان کو تا ابد صدقہ جاریہ کا ثواب بخشتا رہے گا۔ میری اس دعا میں اس کتاب سے فائدہ حاصل کرنے والے جو بے شمار ہوں گے، دل سے شریک ہوں گے آمین